© rasailojaraid.com

داخل ہوا، اور کہا ''میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا وسیلہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ابوبکر وعمر سے براءت کا اظہار کرتے ہیں؟ آپؒ نے کہا: ''پھر تو میں تحقیق اس وقت گمراہ ہوگیا اور ہدایت پانے والوں میں سے نہیں ہوا۔ اے کثیر! ان دونوں سے محبت رکھ! اس کی پاداش میں جو (گناہ) تجھ پر آئے وہ میری گردن پر ہوگا۔ پھر تلاوت فرمائی: ''وہ لوگ بھائی بھائی بن کر چارپائیوں پر ایک دوسرے کے بالمقابل بیٹھے ہوئے ہوں گے۔'' [القرآن ۱۵/۴۷] پھر فرمایا: ''یہ لوگ ابوبکر، عمر اور علی ﷺ ہیں۔'' [تفسیر ابن کثیر سورة الحجر]

✿ سابق راوی کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر سے پوچھا: میں آپ پر قربان جاؤں! کیا ابوبکرؓ وعمرؓ نے تمہارے حقوق میں ظلم وستم روا رکھا تھا؟ آپؒ نے فرمایا: ''بالکل نہیں۔ اس ذات کی قسم! جس نے تمام عالم کے نذیر (ﷺ) پر اپنا قرآن نازل فرمایا! ان دونوں نے ہمارے حقوق میں سے دانہ برابر بھی ضائع اور ظلم نہیں کیا۔'' [وفاء الوفاء فی صدقاته ﷺ]

✿ **امام ابو عبداللہ جعفر صادقؒ کا فرمان:** وہ دونوں (ابوبکرؓ وعمرؓ) عادل امام ہیں۔ دونوں حق پر قائم تھے۔ اور اسی پر دونوں کی وفات ہوئی۔ ان دونوں پر روز قیامت اللہ رحم کرے۔'' [قاضی نوراللہ شوستری: احقاق الحق طبع مصر قدیم]

✿ ''آپ رحمہ اللہ ان دونوں بزرگوں سے محبت رکھتے اور ان دونوں کی قبر پر آکر سلام کرتے تھے۔'' [الشافی ص۲۳۸ شرح نہج البلاغة بحث فدك]

عبد اللہ المحض بن الحسن المجتبیٰؒ کے نزدیک: آپ امام حسنؓ کے صاحبزادے ہیں۔ ایک روز ایک شخص نے آپ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھ لیا تو تعجب سے پوچھا: کیا آپ موزوں پر مسح کرتے ہیں؟! کہنے لگا: ''بالکل۔ بیشک عمر بن خطابؓ نے بھی مسح کیا ہے۔ اور جس نے عمرؓ کو اپنے اور اللہ کے درمیان رکھا تو بیشک اس نے مضبوط کام کیا۔'' [المعارف ص۹۳]

✿ **زید بن علیؒ کے نزدیک:** جب آپؒ نے ہشام بن عبدالملک اموی کے خلاف خروج کیا تو آپؒ کے حامیوں نے ابوبکرؓ وعمرؓ کے متعلق پوچھا تو کہا: 'میں ان دونوں کے بارے میں صرف خیر وبھلائی کی بات کہوں گا۔ نیز میں نے اپنے خاندان سے ان دونوں کے بارے میں بھلائی کی بات کے علاوہ نہیں سنا۔'' یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ تو ہمارا ہم خیال ساتھی نہیں ہو۔ پھر انہوں نے آپ سے علٰحیدگی اختیار کی۔ [عمدة الطالب ، ناسخ التواریخ]

✿✿✿✿

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قسم الترجمة

علمائے دین کے اوصافِ حمیدہ

از: امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمة الله عليه

ترجمہ وتعلیق: ابو محمد عبدالوہاب خان

سید علی ہمدانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (۷۱۳-۷۸۶ھ) نے توحید وسنت کی تبلیغ کے ساتھ تصوف کو بدعات سے پاک کرنے کی کوشش کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپؒ نے تین دفعہ کشمیر آ کر دین اسلام کی پرخلوص تبلیغ کی۔ زہد وتقویٰ اور رسوخِ عقیدہ کی بدولت آپؒ کی دعوت سے کشمیر و بلتستان کی تقریباً ساری آبادی دین اسلام میں داخل ہوئی۔ اہل کشمیر آپ کو ''بانی دینِ مسلمانی'' اور ''علی ثانی'' کے القاب سے یاد کرتے ہیں اور بلتستان میں ''امیر کبیر'' کہا جاتا ہے۔

آپؒ نے والی کشمیر سلطان شہاب الدینؒ اور شاہِ ہند فیروز شاہ تغلقؒ میں صلح کرائی۔

امیر تیمور نے بلا بھیجا، بادشاہ کے سامنے بیٹھ گئے تو پشت کعبہ کی طرف ہوئی۔ تیمور نے کہا: آپ پشت بکعبہ بیٹھ گئے؟ فرمایا: جو تیری طرف رخ کرے گا، وہ کعبہ سے منہ پھیر ہی لے گا۔ بادشاہ بولا: سنا ہے کہ آپ حکومت کے لیے کوشاں ہیں؟ فرمایا: اسے تو ایک لنگڑا کتا آ کر لے گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''الدنیا جِیفَةٌ و طالِبُها کِلابٌ'' (دنیا مردار اور اس کے طلبگار کتے ہیں۔) آپؒ نے اس بادشاہ کی اذیتوں پر صبر کیا اور سرنگوں نہ ہوئے۔

(صحیفۃ السلوک اردو ترجمہ ذخیرۃ الملوک صفحہ: ۱۳-۱۴)

ہر تعریف اللہ پاک کے لیے ہے، جس قدر وہ لائق وحقدار ہے۔ اور اس کے افضل مخلوق حضرت محمد ﷺ اور ان کے آل پر درود وسلام (لگاتار جاری وساری) ہو۔

اے اللہ! ہدایت بخش آیات کے بیان کی برکتوں سے دین کی نشانیوں ''علمائے دین'' کو بلندی عنایت فرما۔ اور اہل حق کے اندرونی حالات کو پرہیزگاری کے زیورات سے مزین فرما۔ ان کے علوم کے سرچشموں کو خواہشاتِ نفسانی کی غلاظتوں سے پاک وصاف فرما۔ اے مالک جلال وعظمت! آپ کی طرف سے تحفظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے بغیر ان خواہشات کا ایک قطرہ بھی علوم دینیہ اور اعمالِ صالحہ کو یقیناً ضائع اور کشفِ حقائق، اصلاحِ احوال اور اخلاص کے سمندروں کو گدلا کرنے والا ہے۔

جب معاملہ (اس قدر اہم) ہے، تو بے محتاج اور صاحب عظمت اللہ کا کمتر و محتاج بندہ علی بن شہاب ہمدانی -اللہ اسے اور ساری مخلوق کو معاف فرمائے- عرض کرتا ہے: اے میرے بھائیو! اللہ ہمیں اور آپ سب کو ان خوش نصیبوں میں شامل کر دے، جو معرفت الٰہی کے حوضوں سے سیراب ہونے والے ہیں اور دینی علوم کے باغات میں پہنچنے والے ہیں۔ جان لیجیے! بیشک حق تعالیٰ سچی گواہی دینے والوں کے ساتھ خود بھی گواہی دیتا ہے، اور میں بھی ان حق کی گواہی دینے والوں کے ساتھ گواہی میں شرکت کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں[آل عمران: ۱۸] کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اکیلا ہے، بے محتاج، عظمت والا، پیدا فرمانے والا، نگہبان، نہایت پاکیزگی والا، عطا فرمانے والا، روکنے والا، ہدایت عطا فرمانے والا، گمراہ رہنے دینے والا ہے۔ اور وہ جس کی عظمتِ شان بہت بڑی ہے، بندے کی شہ رگ سے، زندگی اور جان کے فاصلے سے بھی، آنکھ اور بصارت کے فاصلے سے بھی، زبان اور اس کے کلام کے فاصلے سے بھی، دل اور اس کے سوچ سمجھ کے فاصلے سے بھی (اس کی شان کے مطابق یعنی علم و معرفت، سمع و بصر اور قدرتِ کاملہ کے لحاظ سے) قریب تر ہے، جو اس نے صفت بیان فرمائی ہے۔ اور وہ (مخلوقات کی طرح) حسی طور پر قریب نہیں ہوتا، اور نہ مخلوقات حسی طور پر اس کے نزدیک پہنچتی ہیں۔

اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ عرش سے (یعنی عرش پر ہوتے ہوئے) درجات بلند فرمانے والا ہے۔☆ جس طرح وہ فرشِ زمین سے درجے بلند فرماتا ہے۔ اور یقیناً اس کا ہر چیز کے قریب ہونا اس کے عرش سے قریب

☆ ﴿رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ﴾[غافر: ۱۵] (مِن/ عَن العرشِ) کہیں نہیں ہے۔ "یعنی اللہ تعالیٰ درجے بلند فرمانے والا ہے، عرش والا ہے۔" جیسے فرمایا: ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝﴾ "بیحد رحمت والا اللہ عرش پر ہے۔"[سورة طٰہٰ: ۵] شیخ عبدالقادرؒ جیلانی نے کہا ہے: "اللہ تعالیٰ کا عرشِ عظیم پر وجود اللہ پاک کی طرف سے نازل شدہ تمام کتب میں ثابت ہے۔"[العقيدة الحموية]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہونے کی طرح ہے، اور اس کی عرش سے دوری ہر چیز سے اس کی دوری کی طرح ہے۔ اس کے علم اور اس کی قدرت سے کوئی جگہ خالی نہیں۔ اس کا وجود کسی مخصوص جگہ نہیں اور وہ کسی جگہ نہیں ہوتا۔ اور وہ جہاں بھی ہے' بلند سے بلند ترین ہے۔ اور وہ بلند ذات اپنی عظمت کے پردے سے اپنی تمام مخلوقات سے اوٹ میں ہے۔ اور تمام مقامات اور اطراف اس کی مٹھی میں رائی کے ایک دانے کی طرح ہیں۔ انسانی عقل اس کی عظمت کی حقیقت کو پہچاننے سے عاجز ہے، نہ ہی اس کا تصور وگمان اس کی قدرت کی شان کو سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ☆(۱)

حکمت الٰہی کی کوئی انتہا نہیں، اس کی عظمت کا کوئی کنارہ نہیں۔ اس کے عُلُوّ کے لیے مخصوص بلندی نہیں۔ اس کی قربت کے لیے کوئی دوری نہیں۔ اس کے مشاہدے کے لیے کوئی حواس کارآمد نہیں۔ اس کے وجود کے لیے کوئی چھونے کا تصور نہیں۔ اس کے لیے کوئی بھی چیز کسی بھی چیز سے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اس کے لیے کوئی بھی چیز بعید نہیں۔ وہ کسی بھی چیز میں سرایت نہیں کرتا۔ اس کی ذات میں کوئی بھی چیز سرایت نہیں کر سکتی۔ ☆(۲)

اس کی ذات مقدار اور احکام سے پاک ہے۔ وہ عقلوں اور گمانوں کے تصورات سے جدا ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں میں وہی اکیلا معبودِ برحق ہے۔ پھر وہ اپنی رحمت کاملہ سے عرش پر جلوہ گر ہوا۔ پس اس کے (عرش پر) ''استواء'' کا معنی (عربی زبان میں) معلوم ومعروف ہے، اس کی ''کیفیت'' سمجھ میں آنے والی نہیں

☆(۱) اسی لیے ذات باری تعالیٰ کی صفات میں صرف قرآن وحدیث میں ثابت الفاظ پر ''اکتفا کرنا'' لازم ہے۔ اپنے الفاظ میں غیر ضروری تشریح کرنے سے فائدہ کم اور غلطی کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ''حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یعرفونَ، أتحبّونَ أن یُکَذَّبَ اللّٰہُ ورسولُہُ؟!'' ''لوگوں کو ایسا بیان کرو جسے وہ سمجھ سکیں، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو جھٹلایا جائے؟!'' [صحیح البخاري کتاب العلم باب ٤٩ ح:١٢٧]

''عرش پر وجودِ الٰہی'' کے بارے میں قرآن مجید وحدیث نبوی کے نصوص کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے اوپر عرش پر تشریف رکھتے ہیں، جو اس کی عظمتِ شان کے لائق ہے۔ ذاتی طور پر اس کمالِ بلندی کے باوجود کمالِ علم وقدرت کے لحاظ سے وہ تمام مخلوق کے نزدیک ترین ہے۔ ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝﴾ [ق ١٦]

☆(۲) یہ ''عقیدۂ حلول واتحاد'' کی تردید ہے۔ دیکھیے: ''کتاب الاعتقادیہ'' کا باب: ''رؤیت الٰہی''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے، اس پر ''ایمان رکھنا'' واجب ہے، اس سے متعلق ''سوال کرنا'' بدعت ہے۔☆(۱)

اسی طرح اس کے (آسمانِ دنیا پر) اتر کر تشریف لانے والی حدیث وغیرہ میں بھی ہمارا اصولِ اعتقاد یہی ہے۔

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ﴾ ''تم جہاں کہیں بھی ہوں، وہ تمہارے ساتھ ہے۔'' [سورة الحديد ٤]

وہ مخلوق سے ملا ہوا نہیں ہے، مخلوق سے جدا بھی نہیں ہے، مخلوقات سے چھوتا ہوا نہیں ہے، مخلوق سے دور بھی نہیں ہے، بلکہ وہ اپنی صفت کے لحاظ سے یکجا ہے، ذاتی طور پر اکیلا ہے۔﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝﴾ ''اس کی طرح کوئی بھی چیز نہیں، اور وہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔'' [الشورى ١١]

اور وہ بلند و بالا ذات ''آخر'' ہونے کے باوجود ''اوّل'' ہے اور ''اول'' ہونے کے باوجود ''آخر'' ہے۔

''باطن'' ہونے کے باوجود ''ظاہر'' ہے اور ''ظاہر'' ہونے کے باوجود ''باطن'' ہے۔☆(۲)

وہ کسی شکل میں مقید نہیں، نہ کسی صفت پر موقوف ہے۔ وہ کسی حد پر محدود نہیں اور نہ کسی کی سمجھ سے مقید ہے۔

☆(۱) یہ حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰنؒ اور امام مالکؒ کا فرمان ہے۔ اور صفاتِ الٰہیہ پر بلا تاویل ایمان کے حوالے سے اہل سنت والجماعت کا بالکل واضح اور دوٹوک اصول ہے۔ [رسالة إلى أهل الثغر للأشعريؒ (ت٣٢٤هـ) ١/١١٨، عقيدةُ السلفِ لأبي زيد القيروانيؒ (ت٣٨٦هـ) ١/٤١، قواعد العقائد للغزاليؒ (ت٥٠٥ هـ) ١/١٣٦]

☆(۲) سورۃ الحدید میں بیان کردہ ان چاروں صفاتِ الٰہیہ کی تشریح خود رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمائی ہے: **''اللّٰهم أنتَ الأوّلُ فليس قبلَک شيءٌ وأنتَ الآخرُ فليس بعدَک شيءٌ وأنتَ الظاهرُ فليس فوقَک شيءٌ وأنتَ الباطنُ فليسَ دُونَک شيءٌ''** ''اے اللہ! تو الأوّلُ ہے، تجھ سے پہلے کچھ بھی نہیں تھا، تو الآخر ہے، تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو الظاہر ہے تجھ سے اوپر کچھ بھی نہیں۔ تو الباطن ہے تجھ سے قریب تر کچھ بھی نہیں۔'' [صحيح مسلم كتاب الذكر باب ١٧ حديث: ٧٠٦٤] یعنی: اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا، (ذاتی لحاظ سے) تمام مخلوق سے اوپر ہے، (کمالِ علم وقدرت کے لحاظ سے) تمام مخلوق سے نزدیک ترین ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس پر کوئی حکم لگایا نہیں جا سکتا۔ اس کی بادشاہت میں کوئی حصہ دار نہیں۔ اس کی مخلوق میں سے کوئی اس کا مددگار نہیں۔ اس کے بندوں میں سے کوئی اس کا ہم شکل نہیں۔ اس کی بناوٹ میں کوئی اس کے مشابہ نہیں۔ اس کی طرف تضاد کا رخ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس پر تغیرات اور بوسیدگی واقع نہیں ہو سکتے۔ اس کی بزرگی وعظمت میں کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے نہ اضافہ۔ اس کے دیدار کا کوئی خاتمہ نہیں۔ اس کی صفات کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کے کلام کے لیے کوئی فنا نہیں۔ اس کی شان کا کوئی اختتام نہیں۔ اس کے اپنے نور کے بغیر دیدار نہیں ہو سکتا۔ اس کی معرفت اس کے گواہوں کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ وہ اپنی صفات کے نور ہی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی صفات میں ترتیبِ قبل وبعد کا کوئی دخل نہیں۔ وہ کسی وقت سے محدود نہیں۔ اس کی قوت کا وقت ہی اس کی اصل حقیقت ہے۔ اور اس کی قدرت ہی اس کا دوام وثبات ہے۔ اس کی نظر اس کے علم کی وسعت ہے۔ وہ اپنے غیب میں پوشیدہ ہے، اپنی حکمت سے ظاہر ہے۔ اس کی قدرت اس کی حکمت میں مستور ہے۔ اور اس کی صنعت کاری ہی اس کی خالقیت کا راز ہے۔ پس اس کی صنعت کاری اسی کی صنعت (مخلوقات) سے عیاں ہے۔ اس کی مشیت اور اس کی حکمت اس کی قدرت کی گواہی ہے۔ اس کا ارادہ اس کے کلام میں خزانے ہیں۔ اس کی مشیت میں اس کی قدرت ہے، یعنی جب چاہے اپنی قدرت سے ایجاد کرنا ہے اور جس وقت چاہے اپنے کلمہ ﴿کُنْ﴾ سے پیدا کرنا ہے، اگر چاہے تو اپنے ارادے سے وجود میں لانا اور اپنی صفات کی حقیقتوں سے جس طرح چاہے بنانا ہے۔

اس کی حکمت اس کی قدرت کے راستے ہیں۔ اس کی صنعت ہی اس کی صنعت کاری کے معنی ہیں۔ جب بھی ارشاد فرمانا چاہے اسے ظاہر کر دیتا ہے، اگر چاہے تو اس کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ جہاں چاہے وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور جس صنعت کاری سے چاہے (مخلوق) وجود میں آتی ہے۔ اس کے علم کے لیے کوئی ترتیب (پہلے، بعد) نہیں۔ اس کی قدرت کے سامنے کوئی دوری نہیں۔ اس کی ذات اور معلومات کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔ اس کی گواہی کو کوئی (ازخود) سننے والا نہیں۔ جو کچھ جانتا ہے وہ ارشاد فرمانے والا ہے۔ اس کی صفات اس کی ذات کے ساتھ ہمیشہ سے قائم ودائم ہیں۔ صفات الٰہیہ کون ومکان سے پہلے ہیں۔ کون ومکان اس کی صفات سے قدیم تر نہیں ہیں۔ وہ ان تمام صفات میں کامل ہے، جو کچھ اس نے اپنی صفات بیان فرمائی ہیں۔ اس کے وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سارے نام ﴿الاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی﴾ ہیں' جو اس نے اپنے لیے اختیار فرمائے ہیں۔ وہ (کسی مخلوق کی طرح) جسم نہیں، وہ جوھر (مادّی چیز) نہیں، وہ عرض (غیر مادی چیز) نہیں۔ (مخلوقات کی) عبارتیں اس کی وضاحت نہیں کر سکتیں۔ (مخلوقات کے) اشارے اس کی صفات کو بیان نہیں کر سکتے۔ سوچ و بچار اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ وہ اکیلا ہے، سب پر غالب ہے۔

اور یقیناً اس کے فرشتوں پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ اور ان تمام (احکام شریعت) پر ایمان لانا واجب ہے' جو اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی ﷺ تک اپنے انبیاء اور رسولوں پر نازل فرمائیں۔ اللہ کی رحمتیں آپ ﷺ پر اور ان تمام پر جاری رہیں۔

اور یقیناً قرآن مجید اللہ پاک کا کلام ہے، مخلوق نہیں۔ اور بیشک جو کچھ اللہ عزت اور جلال والے نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا اور جو کچھ احادیثِ نبویہ میں وارد ہوا ہے؛ مثلاً اجل (موت کا مقررہ وقت)، قبر اور اس کا عذاب اور سوال، بعث (قیامت میں دوبارہ زندہ ہونا)، حوض کوثر، پل صراط، حساب، میزان (ترازو)، شفاعت، آخرت میں دیدارِ الٰہی، جنت، دوزخ تمام برحق ہیں۔ اور ان دونوں (جنت و جہنم) کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ (دوزخ کے) باشندوں کو غضبِ الٰہی اور عذاب میں ہمیشہ رکھا جائے گا، سوائے ایمان والوں میں سے مرتکبینِ گناہِ کبیرہ کے۔ (انہیں عقیدہ توحید کی بدولت شفاعت وغیرہ کے ذریعے نجات مل سکتی ہے۔)

بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال کا خالق ہے، جس طرح وہ ان کی ذاتوں کا خالق ہے۔ اور بلاشبہ خیر اور شر دونوں اسی کے فیصلے اور تقدیر کے مطابق ہوتے ہیں۔ ﴿وَلَا یَرۡضٰی لِعِبَادِہِ الۡکُفۡرَ﴾ ''اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا۔'' [سورۃ الزمر ۷] اور کسی کے لیے اللہ تعالیٰ کے خلاف کوئی دلیل نہ ہوگی، بلکہ اللہ ہی کی حجت کامل ثابت ہوگی۔

لوگوں کے لیے اپنے حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، اگرچہ وہ ظالم ہوں۔ اور ہر نیک و بد کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

اور یقیناً حضرت محمد ﷺ تمام نبیوں اور رسولوں میں افضل ترین ہیں۔ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(باقی) تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ اور ان میں سے بھی افضل حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان کو اور تمام مہاجرین اور انصار کو نصیب ہو۔

اور ہمارے ائمہ (اہل سنت) کے نزدیک ''ایمان'' زبان سے اعتراف کرنا، دل سے یقین کرنا اور اعضائے جسمانی سے عمل کرنا ہے۔ جس نے اقرار نہ کیا' وہ کافر ہے۔ جس نے یقین نہیں کیا' وہ منافق ہے۔ جس نے عمل ترک کیا' وہ فاسق ہے۔ اور جس نے اطاعت نہ کی' وہ ''بدعتی'' ہے۔

ہمارے نزدیک دعوائے ایمان میں کسی شک کے بغیر؛ بلکہ رغبت پانے، مبالغہ اور تاکید کے طور پر اور تزکیہ نفس (خودسرائی) سے بچنے کے لیے ''استثناء'' (ان شاءاللہ کہنا) درست ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ ''آپ لوگ ضرور بضرور مسجد الحرام میں داخل ہوں گے، اگر اللہ نے چاہا۔'' [سورة الفتح ٢٧] جبکہ یہاں کوئی شک نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے جاتے تو فرماتے: ''......وَاِنَّا اِن شَاءَ اللّٰهُ بِكُم لاحِقُونَ'' ''اگر اللہ نے چاہا تو یقیناً ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔'' [صحيح مسلم حديث:٦٠٧، ٦٠٨، مؤطا حديث:٨٢] جبکہ آپ ﷺ کو موت کے بارے میں کوئی شبہ نہیں تھا۔

اور اسلاف ؒ بھی ہمیشہ سے (ایسے امور میں) ان شاء اللہ کہتے رہے ہیں۔ حسن بصریؒ سے سوال ہوا: کیا آپ حقیقی مؤمن ہیں؟ تو کہا: اگر تمہارا ارادہ (اس ایمان سے متعلق سوال کرنا) ہو' جس سے میرا قتل حرام ہو جائے، میرا ذبیحہ حلال ہو جائے، میرا نکاح درست ہو جائے، تو میں واقعی مؤمن ہوں۔ اور اگر تیرا ارادہ (اس ایمان کے بارے میں پوچھنے کا) ہو' جس سے بندہ جنتوں میں داخل ہو جائے، جس کے ذریعے آتش دوزخ سے نجات پائے، جس پر بیحد رحمت والے اللہ کی رضامندی حاصل ہو' تو اِن شاء اللّٰه میں مؤمن ہوں۔ اور علقمہؒ سے کہا گیا: کیا آپ مؤمن ہیں؟ تو کہا: مجھے یہی امید ہے ان شاء اللّٰه۔ اور سفیان ثوریؒ۔ اللہ اس کو باطنی طور پر بھی پاک کردے۔ نے کہا: جو شخص دعویٰ کرے کہ میں اللہ کی بارگاہ میں ایمان والا ہوں' تو اس کا شمار جھوٹے لوگوں میں ہے، اور جس نے کہا: میں حقیقی مؤمن ہوں تو (یہ قول) بدعت ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور میں کپڑے کی تمام اقسام کو پہننا جائز سمجھتا ہوں، سوائے ان کے جنہیں شریعت نے حرام کر دیا ہے۔

اور معمولی لباس پر اکتفا کرنے کو افضل سمجھتا ہوں؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى'' ''جو چیز کم ہو اور کافی ہو اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور انسان کو غافل کر دے۔'' [مسند أحمد حديث: ٢١٧٦٩ وحسّنه الأرنؤط] اس کے علاوہ بھی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ احکام شریعت میں سے (ضروری علوم) جن سے لاعلمی کی کوئی گنجائش نہیں، ان کا سیکھنا واجب ہے، تاکہ عمل کرنے والا یقینی دلیل پر قائم ہو اور عمل، علم کے بالکل مطابق ہو۔

بیشک وہ ''علمائے دین'' جو کتابِ الٰہی کو پختگی سے تھامنے والے، اس کے رسول ﷺ کی پیروی میں کوشاں رہنے والے، آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں: ☆

(۱) اصحاب الحدیث (محدثین کرامؒ): یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے فرمانِ الٰہی ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ ''اور جو کچھ رسول ﷺ تمہیں عطا فرمائیں اسے حرزِ جاں بنالو۔'' [سورة الحشر: ٧]

☆ ''علمائے دین'' کو تین طبقات میں تقسیم کرنے کے بجائے ایک ہی قسم میں رکھنا بہتر ہے؛ کیونکہ ''اصحاب الحدیث'' یعنی محدثین کرام میں سے کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں، جس نے قرآن پاک اور احادیث نبویہ کے فہم و استدلال میں گہرائی حاصل نہ کی ہو اور نصوصِ شریعت کے وجوہِ استدلال میں مہارت نہ رکھتا ہو۔ (ہاں بعض ''راوی'' مطلوبہ فقاہت اور استدلال کی صلاحیتوں سے محروم ہوسکتے ہیں۔) پھر علم حدیث میں کمزوری والے نام نہاد ''فقہاء'' کو فاضل مصنفؒ نے خود ہی ''علمائے دین'' کی فہرست سے خارج کر دیا ہے۔) لہٰذا ''اصحاب الحدیث والفقه'' ایک ہی قسم ہیں۔

جس قسم کو ''صوفیہ مشائخ'' کہا گیا ہے، وہ اگر فاضل مصنفؒ کی شرط کے مطابق بداعتقادی اور بدعات وخرافات سے یکسر اجتناب کرنے والے ہوں، تو یہ بھی ''اصحاب الحدیث والفقه'' میں سے پرخلوص عمل اور عبادت کی پابندی کرنے والے ہیں۔ صوفیوں کے متعلق بیان کردہ تمام درست صفات ''اصحاب الحدیث والفقه'' میں پائی جاتی ہیں۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ﴾

البتہ ''تصوف'' کی وہ مشہور قسم جو متأخر زمانوں میں رائج ہوئی، علم دین سے کورے، شرک وبدعات میں منہمک عبادت گزاروں میں مقبول ہے، وہ بالکل ''بدعت'' ہے۔ جس کی خود علمائے صوفیہ نے شدید مذمت کی ہے۔ (مجموع الفتاوی ج ۱۰)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے مطابق ظاہر احادیث نبویہ کو دلوں میں چسپاں کر لیا۔ پس انہوں نے اپنی جملہ صلاحیتیں اور ہمتیں ان احادیث نبویہ کے سننے، ان پر غور کرنے اور ان کی اقسام صحیح، حسن، مرسل، موقوف، منقطع، غریب، ضعیف، منکر وغیرہ میں فرق کرنے میں صرف کیں۔ اور یہی لوگ دین اسلام کی بنیاد اور اس کے محافظ ہیں۔

(۲) فقہائے کرامؒ: انہیں محدثین کرامؒ پر یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ ان کا علم سیکھنے کے بعد خصوصی طور پر اسے سمجھ لینے، گہرائی میں اترنے، دین کے حدود میں باریک بینی کرتے ہوئے کتاب الٰہی اور سنت نبوی سے احکام شریعت کا استدلال کرنے اور محکم ومتشابہ، خاص وعام، ناسخ ومنسوخ، مثل واعتبار، اعرابی پہلوؤں، معانی اور لغات میں انتہائی گہری سمجھ بوجھ اور فہم وفراست حاصل کیا۔

جو حکم وجوب کے طور پر صادر ہو، اس کا ترک کرنا جائز نہیں۔ جو حکم ممانعت کے طور پر صادر ہو، اس کا ارتکاب کرنا جائز نہیں۔ جو حکم کسی خاص پہلو پر صادر ہو، اس میں کوئی اور شریک نہیں ہوسکتا۔ اور جو حکم کسی سوال کرنے والے کے جواب میں صادر ہو، کسی دوسرے کے لیے (یعنی صورت مسؤلہ سے مختلف مسئلے میں) اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اور جو حکم آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے، اس میں کوئی پیروی نہیں کر سکتا۔

پس جس کسی عالم کا علم اس حد تک پہنچ جائے تو وہ ''دین اسلام کے حکام'' اور ''اعلام'' میں شمار ہوگا۔ ان سے محبت رکھنا ایمان کا کمال ہے اور ان سے نفرت کرنا منافقت کی علامت۔ ان علماء کے آپس میں واقع ہونے والا اختلاف رحمت ہے۔☆

☆''**اختلافُ أمَّتِي رحمةٌ**'' [جامع الأحاديث ح:٨٧٤، جمع الجوامع ح:٨٢٢ بحواله: الحجة للمقدسی والرسالة الأشعرية للبيهقی بلا سند، وقال الألباني: موضوع۔ الجامع الصغير ح:١٢٤٣]

یہ قول ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ [آل عمران ١٠٣] وغیرہ تمام نصوصِ شریعت کے خلاف ہے۔ بلکہ اختلافی مسائل میں ''حق'' صرف ایک ہے، اس کی تحقیق کر کے قبول کرنا اور فرقہ بندی سے بچنا ہر عالم پر فرض ہے۔ البتہ ''اس امت کا دوسری امتوں سے اختلاف واقعی ہمارے لیے رحمت ہے۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہر وہ ''مجتہد'' جس کی نیت اس کے اجتہاد میں (تعصب وغیرہ کے) شک وشبہ سے خالی ہو، تو اس کا اجتہاد درست ہونے کی صورت میں اسے دوگنا اجر وثواب ملے گا، اگر اس سے غلطی سرزد ہوئی، تو اسے حق کا اظہار کرنے کی کوشش پر ایک اجر ملے گا۔[صحیح البخاري كتاب الاعتصام باب ۲۱ ح:۶۹۱۹]

(۳) صوفیہ مشائخ -ان پر اللہ کی رحمتیں ہوں- انہوں نے مذکورہ بالا دونوں گروہوں کے ساتھ ان کے علوم میں ان کی اقتدا کرتے ہوئے اتفاق کیا ہے، بشرطیکہ خواہشاتِ نفسانی سے یکسر بے تعلق ہوں۔ اگر وہ سب (محدثین وفقہاء) کسی حکم پر اتفاق کرلیں تو وہ (صوفیہ) ان کے اجماع پر قائم رہتے ہیں، اور اگر ان کے آپس میں اختلاف ہو جائے تو وہ زیادہ بہتر، زیادہ احتیاط اور زیادہ پرہیزگاری والے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ بلند ہمت والے ہوتے ہیں، ان کے لیے رخصتیں، تاویلات اور خواہش پرستی جائز نہیں۔ بیشک ان کے طریقے کی بنیاد نفس کی مشقت وریاضت، اعضاء کی تادیب وتربیت، حدودِ شریعت کی حفاظت، اخلاق کی شائستگی، نفسانی خواہشات سے اجتناب، شبہات کے ترک، دلوں کی صفائی، رازداری کی رعایت، نفسانی صفات سے خروج اور ظاہر وباطن کی یگانگت ہے۔ پس انہیں شرف ومنزلت والے علوم اور بلند درجات سے مشرف ہونے کی خصوصیات حاصل ہوتی ہیں۔

ان کی خصوصیات میں سے معاملات کے علوم، مکاشفات کے مشاہدے، مقامات کے مختلف مراحل سے گزرنا، ہمہ وقت آمادگی (بیداری)، توبہ، احتسابِ نفس، رجوع الی اللہ، نصیحت کا حصول، غور وفکر، (کتاب وسنت کو) مضبوط پکڑنا، محنت ومشقت، خوفِ الٰہی، غم وفکر، شفقت وہمدردی، خشوع وخضوع (یکسوئی)، اللہ کی طرف میلان، زہد وقناعت (دنیا سے بے رغبتی)، پرہیزگاری، امیدِ واثق، رغبت وشوق، رعایت واہتمام، مراقبت (احساس نگرانی)، استقامت (ثابت قدمی)، اخلاص، توکل، تفویض (انجامِ کار اللہ کے حوالے کرنا)، پختہ اعتماد (اللہ پر)، تسلیم (فرمانبرداری)، صبر، رضا، شکر، شرم وحیا، سچائی، ایثار وقربانی، اخلاق حسنہ، تواضع وانکساری، فتوّۃ (ہمت وجذبہ)، ہنس مکھ (خوش اخلاقی)، ادب وشائستگی، یقین کامل، انس (دوستی وہمدردی)، ذکر الٰہی، فقر واستغنا، علم دین، حکمت ودانائی، فراست وعقلمندی، بصیرت (دل کی روشنی)، تعظیم واحترام، الہام، سکینت ووقار، طمانیت واطمینان، محبت،

© rasailojaraid.com